

انجیل نویسوں کی بے خبری



تالیف

محمد سلیمان ایڈیٹر ماہنامہ "المذاہب"
ملک پارک - شاہدرہ - لاہور



شائع کردہ

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	انجیلوں کی تصنیف کی کہانی	
۲	مسیح کے متعلق غلط بیانی	
۳	سامری مسافر	
۴	کوڑھیوں کا قصہ	
۵	بصلوبیت مسیح	
۶	عشاء ربانی	
۷	پیتسمہ	

کتابت: عبد المجید خوشنویس محلہ صداقت پارک لاہور

چونکا دینے والے حیرت انگیز انکشافات

انجیلوں کی تصنیف کی کہانی

مسیحی کتب مقدسہ کے مجموعہ بائبل کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ دراصل یہودیوں کی مقدس کتابیں ہیں۔ مسیحی اس حصہ کو عہد عتیق، پرانا عہد نامہ یا عہد قدیم کہتے ہیں۔ دوسرے حصے کو صرف عیسائی ہی مقدس سمجھتے ہیں۔ اور اسے عہد جدید یا نیا عہد نامہ کہتے ہیں۔

مسیح علیہ السلام اور ان کے شاگرد یہودی تھے۔ یہودی شریعت نورات پر عمل کرتے تھے۔ پیغام مسیح بھی فقط یہودیوں ہی کے لئے مخصوص تھا۔ ان کی بائبل یا کتاب مقدس یہودی کتب مقدسہ ہی تھیں۔

یہودیوں نے مسیح کو قبول نہ کیا، اور نبرعمِ خویش صلیب کی لعنتی موت مار کر دم لیا۔ پولوس ایک یہودی تھا۔ پہلے وہ علماء یہود کی اجازت سے مسیح پر ایمان لانے والوں کو ستانا اور قتل بھی کر دیتا تھا۔ (اعمال ۲۲: ۴)

پھر وہ خود ایک سازش کے تحت مسیحی ہو گیا۔ اور یہودیوں کو مسیح پر ایمان لانے کی ترغیب دینے لگا۔ یہودیوں نے اس کی دعوت کو ٹھکرایا۔ اس پر وہ غیر یہود، بت پرست اقوام کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان میں مسیح کی منادی کرنے لگا۔

جب مسیحیت بت پرستوں میں پہنچی تو مسیح کی زندگی، کام معجزات اور تعلیمات ان میں مشہور ہوئیں۔ یہ سب روایات زبانی شائع ہوا کرتی تھیں۔ جب ان کی حفاظت اور تحریر کا خیال پیدا ہوا۔ تو یہ روایات بگڑ چکی تھیں۔ اپنی اصلیت سے کوسوں دور پہنچ چکی تھیں۔ ان میں بت پرست اقوام کے توہمات اور خیالات سرایت کر چکے تھے۔ سچی حجوی روایات خلط ملط ہو گئیں۔ بت پرستوں نے مسیح کو بھی اپنے دیوتاؤں کا سا ایک دیوتا اور خدا ہی سمجھ لیا۔ اور ان کی داستانیں مسیح کی طرف منسوب کر ڈالیں۔ چنانچہ رومی بت پرست انہیں خدا سمجھ کر پوجا کیا کرتے تھے۔

(LESSONS IN THE
HISTORY OF INDIA BY MACMILLAN &
COMPANY LONDON: 1913, P. 10)

مسیح کی زندگی کا اصل حال صرف انجیلوں میں ہی مرقوم ہے۔ بت ساری انجیلیں لکھی گئیں۔ اصل حالات، واقعات سے ناواقف نامعلوم مصنفین نے مسیح کے بارے لوگوں

ان سے متعلق عوام ہیں جو داستانیں گردش کر رہی تھیں۔ سب
 کچھ بلا سوچے سمجھے اور بغیر کسی تحقیق (جس کا ان کے پاس موقع بھی نہیں تھا)
 درج کر دیا۔ بعد ازاں بھی مختلف وجوہات کی بنا پر ان میں رد و بدل
 ہوتا رہا۔ مختلف انجیلیں اپنے

اپنے مسیحی گروہوں	میرے منہ کی سب باتیں صداقت	جماعتوں اور
علاقوں میں رائج	کی ہیں۔ ان میں کچھ ٹیڑھا ترچھا	تھیں۔ ان میں
باہمی اختلافات	ہے۔ سمجھنے والے کے لئے وہ سب	بہت تھے۔
کلیسا یعنی مسیحی قوم	صاف ہیں۔ اور علم حاصل کرنے	نے پہلی بار عیسائی
رومی بادشاہ	والوں کے لئے راست ہیں	قسطنطنیہ کی بلانی
سولی نیقہ کونسل	بائبل۔ کتاب امثال ۸: ۸، 9	منعقدہ ۳۲۵ء
میں موجودہ چار		انجیلوں کو الہامی

مقدس۔ مستند اور خدا کا کلام قرار دے کر باقی کو مردود اور جعلی
 قرار دے دیا۔ ہم ان تمام حقائق کو معتبر و مستند اور شاہد مسیحی علماء
 اور محققین کے حوالوں سے بیان کریں گے۔

تاریخ کلیسیا کے مشہور امریکی محقق پروفیسر ڈاکٹر جارج پارک فشر
 ڈی ڈی ایل۔ ایل۔ ڈی لکھتے ہیں ۲۔

”مسیح نے کچھ نہ لکھا۔ اس کے تربیت یافتہ شاگرد ادبی تصانیف
 کی اہلیت کے حوالہ سے نہیں چنے گئے تھے۔ طبعی طور پر ان
 کا رجحان اس طرف تھا بھی نہیں۔ شاگردوں بشمولیت پولوس کی

تحریریں ان کی زبانی تعلیمات کا تہہ سوتی تھیں۔ وہ سنگامی ضروریات کی پیداوار تھیں۔ خطوط کو قاصد نے جاتے تھے زبانی پیغامات ان کے علاوہ ہوتے تھے۔ ان خطوط یا انجیلوں کو ایک جا کتابی شکل میں اکٹھا کرنے کا کسی کو وہم تک نہ تھا۔ شروع شروع میں عہد قدیم کی کتابیں مقدس صحیفے سمجھی جاتی تھیں۔ ان کے ساتھ خداوند مسیح کے الفاظ الہی سند کی حیثیت سے بولے جاتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ۵۰ء میں جسٹن شہید کی زبانی ہم سنتے ہیں کہ مستند چاروں انجیلیں اتوار کو مسیحی عبادات میں پڑھی جاتی تھیں۔ جب بدعتی فرقے اٹھے اور خصوصاً جب انہوں نے شاگردوں کی کتابوں کی اشاعت شروع کر دی تو ان کی اصل کتابوں کو جمع اور محفوظ کرنے کا ایک نیا ذوق جاگ اٹھا۔ بنیادی روایتی عقیدہ الہی کی مدد سے تحریف اور بگاڑ سے بچایا جاسکتا تھا۔

(HISTORY OF THE CHRISTIAN CHURCH

BY PROF. DR. GEORGE PARK FISHER

D.D., LL.D.: 1888. P. 78)

چاروں انجیلوں کے مصنفین کا کچھ پتہ نہیں۔ مفسرین نے انجیل مرقس کے مصنف کی بحث چھیڑی ہی نہیں۔ اس طرف بالکل نہیں گئے۔ بس انجیل نویس کہہ کر گزارہ کر دیا۔ انجیل متی کا مصنف نامعلوم ہے۔ انجیل لوقا کا مصنف بعد میں لوقا قرار دیا گیا۔ اسے پولوس کا ساتھی کہنا خدا معلوم درست ہے یا نہیں۔ انجیل یوحنا کا مصنف یوحنا

کیوں قرار دیا گیا، علماء میں تنازعہ فیہ مسئلہ ہے۔
تفصیلات کے لئے دیکھئے

(THE NEW JEROME BIBLICAL
COMMENTARY 1990 P1046 col.2
PARAGRAPH NO. 81)

(۱) مشہور مفسر یادری ڈملو لکھتے ہیں کہ
”نہ ہی یہ خیال کرنا موزوں ہے کہ مصنفین یا نقلیں کرنے والے یہ
سمجھتے تھے کہ ان کی کتابیں ان کی واقفکار ابتدائی کلیساؤں کے
بعد بھی کارآمد بنوں گی۔
مقدس پولوس کا کہیں بھی ایسا ہی ہے۔ اس کے خطوط جن کی آج کل
اتنی قدر و منزلت ہے، صرف ان کی مخاطب کلیساؤں کے لئے
ہی بیجا ت تھے۔ جن لوگوں نے پہلے پہل نقل کیا۔ انہیں ہماری طرح
مقدس نہیں سمجھتے تھے۔“

(تفسیر ڈملو صفحہ ۱۵۱ کا لم ۱)

(۲) انسائیکلو پیڈیا کی دانت میں تو یہ سوچ کر بھی نہیں لکھا تھا۔
کہ وہ کسی مقدس کتاب کی بنیاد رکھ رہے تھے

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۱-۱۹۱۵ء جلد ۱ صفحہ ۴۶۶)
(۳) کونیکٹی کٹ کالج (امریکہ) میں شعبہ مطالعہ مذہب کے چیرمین

پروفیسر آرنسٹ جانسن لکھتے ہیں: "عہد جدید (بائبل کی خاص مسیحی کتابوں - اسلم) کے مصنفین نے قصداً مسیحی بائبل وجود میں لانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ابتدائی کلیسیا کے پاس پہلے سے ہی ایک بائبل "یہودیوں کا عہد عتیق" موجود تھی۔ تاہم پہلی صدی مسیحی کے اواخر میں مسیحی ایمان میں مختلف نظریات نے عہد جدید کی کتابوں کو مستند قرار دینے کی راہ سمجھائی

(THE WORLD BOOK

ENCYCLOPEDIA: 1979 VOL 2, P.222

B.COL.1)

(۴) ڈاکٹر برنیڈن لکھتے ہیں: "انجیل کے معنی ہوتے ہیں "اچھی خبر"۔ دراصل یہ اصطلاح مسیح کی زندگی کے حالات بیان کرنے کی غرض سے استعمال کی گئی تھی۔ (مثلاً مرقس ۱: ۱) یونانی میں لکھی گئی۔ اور روایتی طور پر متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی طرف منسوب کر دی گئی۔ علماء مغرب نے ایک صدی سے زائد عرصہ کے دوران اس کے اصل ماخذات اور صداقت کا تنقیدی مطالعہ کیا ہے، اس پر وسیع لٹریچر فراہم ہو گیا ہے۔

(A DICTIONARY OF

COMPARATIVE RELIGION BY PROF-

DR. S. G. F. BRANDON M.A.D.D. 1971

P.310.COL.1)

(۵) پروفیسر جانسن کی رائے میں "گمان غالب ہے کہ ابتدائی کلیسیا

(عیسائی قوم) نے چاروں انجیلوں کو مستند مان لیا۔ اگرچہ ان کے لکھنے والے معلوم نہ تھے۔ آہستہ آہستہ کلیسیا نے دو انجیلیں مسیح کے شاگردوں کے ساتھیوں مرقس اور لوقا سے منسوب کر دیں۔ روایاتی طور پر وہ انجیلوں کے مضامین خیال کئے جاتے ہیں۔
(ایضاً کالم ۲ صفحہ ۶۶۶)

(6) انسائیکلو پیڈیا رٹم طراز ہے۔ عہد جدید کے کتابوں پر مشتمل ہے۔ یہ پہلی دو صدیوں کے درمیان لکھی گئی بہت سی تحریروں کا جنہیں مسیحی جماعتیں مقدس سمجھتی تھیں۔ باقی ماندہ حصہ ہیں۔ ان مختلف نوشتوں میں ابتدائی کلیسیا نے اپنی روایات، اپنا تجربہ، عقل سمجھ یسوع کو مسیح ماننے کی وضاحت اور خیالات پیش کئے ہیں۔ تاریخی اور مذہبی امور کے پیچیدہ طریق کار کے ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے سے کلیسیا نے ان ۶۷ نوشتوں کو اپنی زندگی اور تعلیمات کے معیار کی حیثیت سے منتخب کیا۔ دیگر دستاویزات، خطوط۔ مکاشفہ مثلاً ۱۲ رسولوں کی تعلیم، پطرس کی انجیل، پطرس کا مکاشفہ۔ برماس کا چرواہا موجود ہیں۔ لیکن ایک مشکل عمل کے ذریعے کہیں چوتھی صدی میں مشرقی اور مغربی کلیسیاؤں کے لئے مستند کتب کی نشاندہی کی گئی۔ مقدس کتابوں میں چار اناجیل (متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا) کتاب اعمال، ۱۴ خطوط اور ۲۰ مکاشفہ شامل ہیں۔ یہ لازماً قدیم تحریریں نہیں تھیں۔ نہ بربر کی (ہامی) تھیں۔ نہ ہی عام کلیسیا سے مخاطب تھیں
(انسائیکلو پیڈیا رٹیکا مطبوعہ ۱۹۷۱ء جلد ۶ صفحہ ۸۷۹ کالم ۲)

(۷) پادری رینیفرڈ لکھتے ہیں: ”مسیح نے خود کچھ نہ لکھا۔ نہ لکھنے کا حکم دیا۔ اس نے ایک کلیسیا مقرر کی۔ جسے حکم ملا تھا۔ کہ تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔ اور ان کو تعلیم دو۔ کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے۔ کلیسیا انجیل لکھی جانے سے پہلے بن گئی تھی۔ اس کے بعد جب کلیسیا بڑی ہو کر پھیل گئی تو کلیسیا کے شاگردوں نے مخصوص مسیحی کتب مقدسہ کو لکھا۔ اس وقت کلیسیا کی عمر ۶۰ برس تھی۔ ان ۶۰ برسوں میں لوگوں کو پوری تعلیم شاگردوں کی زبانی، روایات اور رسومات کے ذریعہ پہنچی۔ انہوں نے کوئی نئی بات نہیں لکھی تھی۔ کلیسیا میں مروج زبانی تعلیمات کو قلمبند کیا تھا۔“

(کلیسیا دی تاریخ مصنفہ فادر رینیفرڈ او ایف کی مطبوعہ ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۳۱)

(۸) ریلورپٹ چارلس یونیورسٹی آف ہیڈل برگ میں مطالعہ عہد جدید کے فاضل پروفیسر گنتھر یاردن لکھتے ہیں:-

”مسیح کے بارے میں ابتدائی کلیسیا کے ایمان میں مروجہ مذہبی خیالات اور پہلے سے قائم مفروضات کی وجہ سے یقین کے ساتھ مسیح کی زندگی کے صحیح حالات لکھنا مشکل ہے۔“

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۷۴ء)

جلد ۱۰ - صفحہ ۱۴۵ کالم ۱)

یعنی چاروں انجیلوں میں مسیح کی تعلیم اور زندگی کی جو قلمی تصویر پیش کی

کئی ہے۔ پایہ اعتبار سے گری ہوئی ہے۔ ان تحریروں کی بنیاد مسیح کی تعلیمات اور اقوال نہیں ہیں۔ بلکہ یہ کتابیں لکھے جانے کے وقت کلیسیا میں جو عقائد خیالات اور معتقدات مشہور تھے مصنفین نے انہیں تحریر کر دیا۔ ان میں کلیسیا کے فرضی خیالات بھی شامل ہیں۔

(۹) ڈی پال یونیورسٹی امریکہ میں مذہب کے پروفیسر ڈومینک کروسن لکھتے ہیں:-

”انجیلیں فقط وہ ہی نہیں تیا تیں جو مسیح نے کہا اور کیا ان میں وہ کچھ بھی لکھا ہے جو لوگ سمجھتے تھے کہ مسیح نے کہا تھا۔ وہ انسانی باتیں بھی درج ہیں جن کے بارے میں خیال ہے کہ مسیح نے کہی تھیں۔ یا اسے کہنی چاہیے تھیں“

(NEWS WEEK / OCTOBER 31, 1988)

انجیل نویسوں کی بے خبری کی چند مثالیں

(۱) جیسا کہ مذکور ہوا کہ انجیلیں لکھنے والے بت پرستوں میں سے عام آدمی تھے جنہوں نے سنی سنائی اور غلط مططر روایات لکھ ڈالیں مثلاً بائبل کی کتاب ارسوسیل ۱: ۲۱ میں ہے

”اور داؤد، نوب میں اخیملک کاہن کے پاس آیا۔“

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بمطابق انجیل مرقس مسیح نے کہا۔

”وہ کیونکہ ابیات سرور کاہن کے دنوں میں خداوند کے گھر میں گیا“
(مقس ۲ : ۲۶)

یہاں عیسائیوں کے خدا مسیح کی طرف دو غلط بیانیوں منسوب ہیں۔
(۱) اخیملک کی بجائے ابیاتر کہا۔ (۲) اول الذکر کاہن تھا۔ لیکن
اسے سرور کاہن کہا۔

اس موقع پر پادری ڈملو اپنی تفسیر بائبل میں لکھتے ہیں۔ ”یہ ایک
مشہور مشکل مقام ہے۔ کیونکہ ان دنوں اخیملک سرور کاہن معلوم
ہوتا ہے۔“

سوئیٹ کی رائے میں سارا جملہ نئی اور لوقا دونوں انجیلوں میں نہیں ہے
نسخوں کے ایک بہت اہم گروپ سے غائب ہے۔ کسی ایڈیٹر کا
نوٹ ممکن ہے اگر اسے قائم رکھا جائے تو یہ محض غلطی ہی نہیں
عہد عتیق کی تسلیم شدہ تضاد بیانیوں میں سے ایک ہے۔ کیونکہ
جہاں ۱۔ سموئیل ۲۱ : ۱ میں اخیملک کو سرور کاہن لکھا گیا ہے
اور جلد ہی بعد ۱ سموئیل ۲۲ : ۱ میں اسے داؤد کا دوست ہونے
کی بنا پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ ۲ سموئیل ۸ : ۱۷، ۱ تواریخ ۱۸ : ۱۶
اور ۲ : ۲۶ میں اپنی مفروضہ موت کے مدتوں بعد صدوق کے
ساتھ کاہن کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ وہاں ۱ سے ابیاتر
کے باپ کی بجائے ابیاتر کا بیٹا لکھا گیا ہے۔ پس مقس کا
بیان عہد عتیق کے دو متضاد بیانات میں سے ایک سے ملتا ہے

ناموں کا اس طرح گڈ ہونا عہدِ عتیق میں عام ہے۔

(صفحہ ۲۵، کالم ۲)

۲۔ سامری مسافر

انجیل لوقا کے دسویں باب میں مسیح کی تمثیل مندرج ہے

”ایک آدمی یروشلم سے یرکو کی طرف جا رہا تھا۔ ایک سامری سفر کرتے کرتے وہاں آ نکلا۔“

یہودی انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے، ”یرسچو اور یروشلم کی درمیانی سڑک پر کسی سامری کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“
(یہودی انسائیکلو پیڈیا جلد ۷، صفحہ ۱۷۶، کالم ۲)

واقعہ یہ کہ سامریوں اور یہودیوں کی آپس میں سخت دشمنی تھی۔ سامری یہودیوں سے جدا علاقہ میں رہتے تھے۔ ان کا یاہی کوئی میل جول نہیں تھا۔
(انجیل یوحنا ۸ : ۹)

۳۔ کوڑھیوں کا قصہ

یہودیوں میں کوڑھ انتہائی قابل نفرت مرض سمجھا جاتا تھا۔ یاہیل

کی کتاب اجبار کے ابواب ۱۳، ۱۴ میں کوڑھیوں سے متعلق احکام بیان ہوئے ہیں۔ لکھا ہے، ”اور جو کوڑھی اس بلا میں مبتلا ہوا۔ اس کے کپڑے پھٹے اور اس کے سر کے بال بکھرے رہیں اور وہ اپنے اوپر کے ہونٹ کو ڈھانکے اور چلا چلا کر کہے ناپاک۔ ناپاک۔ جتنے دنوں تک وہ اس بلا میں مبتلا رہے۔“

وہ ناپاک رہے گا۔ اور وہ ہے بھی ناپاک۔ پس وہ اکیلے رہا کرے۔
 اس کا مکان لشکر گاہ کے باہر ہوئے (احبار سو: ۵، ۶، ۷)
 جبکہ انجیل مرقس میں ہے۔ اور ایک کوڑھی نے اس کے پاس آکر
 منت کی۔ (مرقس: ۱، ۴)

انجیل لوقا میں ہے۔ جب وہ ایک شہر میں تھا تو دیکھو کوڑھ سے
 بھرا ہوا ایک آدمی یسوع کو دیکھ کر منہ کے بل گرا

(لوقا: ۵: ۱۲)

مزید پڑھیں اور ایسا ہوا کہ یرشلم کو جاتے ہوئے وہ سامریہ اور
 گلیل کے بیچ میں سے ہو کر جا رہا تھا۔ اور ایک گاؤں میں داخل ہوتے
 وقت دس کوڑھی اس کو ملے۔ انہوں نے دُور کھڑے ہو کر بلند
 آواز سے کہا۔ ”اے یسوع! اے صاحب! ہم پر رحم کر“
 (لوقا: ۱۷: ۱۱، ۱۲)

یہودی ملک اور یہودی معاشرہ اور بستیوں میں کوڑھیوں کا اس
 طرح عام لوگوں کے ساتھ رہنا ناممکنات سے تھا۔ ایسے لوگ
 قابلِ نفرت ہوتے اور چھوٹے چھات کے دُور سے بستیوں، ڈیروں
 دیہات اور شہروں سے دُور رہا کرتے تھے۔

انجیل نویس کے یہ بیانات یہودیوں کی کوڑھ سے نفرت، شرعی
 احکام سے لاعلمی اور یہودی سماج کی ریت سے ناواقفیت
 کے مظاہر ہیں۔ ناقابلِ قبول ہیں۔ الہامی اور خدا کے کلام کی شان

کے شایان نہیں ہیں

مصلوبیت مسیح

قاریین کرام یہ جان کر ضرور
حیران ہوں گے۔ کہ انجیلوں

میں مصلوبیت مسیح کا بیان غیر یہودی مصنفین کی یہودی رسوم و
رواجات اور شرعی احکام سے حد درجہ کی عدم واقفیت کا جیتنا
جاگتا شہکار ہے جس سے ظاہر و باہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام
مصلوب نہیں ہوئے تھے۔

(۱) یہودیوں کا مشہور تنہوار عید فصح تھا۔ یہ عید بنی اسرائیل کی
مصریوں کی غلامی کی رہائی کی یاد میں یہودی سال کے پہلے مہینہ نیسان
(مارچ - اپریل) کی ۱۵ تاریخ کو منائی جاتی تھی۔ ہر یہودی خاندان کو
یکساں بے غیبت نہ بکرا ۱۵ کی شب کو ہیکل میں ذبح کرنا پڑتا تھا۔
فی کبرادس افراد کی تعداد لازمی تھی جو کسی کی صورت میں ہمسایوں کی مدد
سے پوری کی جاتی تھی گوشت راتوں رات کو ٹلوں پر بھون کر کھانا
اور ختم کرنا ضروری تھا۔ پچا کھیا گوشت صبح سے پہلے آگ پر رکھ کر
جلادیا جاتا تھا۔ ساری قوم یہود اس رات ہیکل میں اکٹھی ہو
کر عید فصح مناتی تھی۔ فصح کھاتی تھی۔

یہودی قبیلہ لاوی کے لوگ جانور ذبح کرتے اور کھالیں کھینچتے، کاہن
ان کے ہاتھ سے لے کر خون چھڑکتے، سوختی قربانیاں اور چربی

چڑھانے میں رات بھر مشغول رہتے۔ عید فصح اور عید فطیر کے بعد دیگرے اکٹھی منائی جاتی تھیں۔

حوالہ جات :- بائبل کی کتاب خروج ۱۲: ۲۲، ۱۷: ۱۷ - احبار ۳: ۲۰
گنتی ۲۸: ۱۷، استثنا ۱۷: ۱۳ حزقی ایل ۵: ۲۱، ۲۰: ۲۱
تواریخ ۳۵

(۱) A GUIDE TO JEWISH KNOWLEDGE BY
CHAIM PEARL AND REUBEN S.

BROOKES: 1978, P.8)

(2) PENTATEUCH AND HAFTORAH S
EDITED BY DR. J. H. HERTZ C.H
LATE CHIEF RABBI OF THE
BRITISH EMPIRE: 1919, P. 254)

(ب) فسح گھر میں کھانا شرعی احکام اور یہودی روایات کے قطعی برعکس مسیح نے فسح ہیکل کی بجائے ایک شاگرد کے گھر میں کھالی۔

انجیل متی میں لکھا ہے :- ”اور عید فطیر کے پہلے شاگردوں نے یسوع کے پاس جا کر کہا۔ ”تو کہاں چاہتا ہے کہ ہم تیرے فسح کھانے کی تیاری کریں“

اُس نے کہا۔ شہر میں فلاں شخص کے پاس جا کر اس سے کہنا۔ استاد فرماتا ہے، کہ میرا وقت نزدیک ہے۔ میں اپنے شاگردوں کے ساتھ تیرے ہاں عید فصح کروں گا۔ اور جیسا یسوع نے شاگردوں کو حکم دیا تھا۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ اور فصح تیار کیا۔ جب شام ہوئی تو وہ بارہ شاگردوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا تھا۔

(متی ۲۶: ۱۷-۲۰)

انجیل مرقس کا بیان واضح تر ہے۔

عید فطر کے پہلے دن یعنی جس روز فصح کو ذبح کیا کرتے تھے۔ اس کے شاگردوں نے اس سے کہا ”تو کہاں چاہتا ہے کہ ہم جا کر تیرے لئے فصح کھانے کی تیاری کریں؟“

اس نے اپنے شاگردوں میں سے دو کو بھیجا اور ان سے کہا۔ شہر میں جاؤ۔ ایک شخص پانی کا گھڑائے ہوئے تھلیس لے گا۔ اس کے پیچھے ہو لینا اور جہاں وہ داخل ہو۔ اس گھر کے مالک سے کہنا۔ استاد کہتا ہے کہ میرا مہمان حاتمہ جہاں میں اپنے شاگردوں کے ساتھ فصح کھاؤں کہاں ہے؟ وہ آپ تم کو ایک بڑا بالا خانہ آراستہ اور تیار دکھائے گا۔ وہیں ہمارے لئے تیار کرنا۔

پس شاگرد چلے گئے اور شہر میں آکر جیسا اُس نے ان سے کہا تھا

دلیسا ہی پایا اور فسح تیار کیا۔
جب شام ہوئی تو وہ ان بارہ کے ساتھ آیا اور جب وہ
بیٹھے کھا رہے تھے

(مرقس ۱۴ : ۱۲ - ۱۸)
انجیل لوقا کا بیان بھی ایسا ہی وضاحتی اور قریباً انہیں

اظہار میں ہے۔
(لوقا ۲۲ : ۷ - ۱۳)
کھانا کھا کر ساری پارٹی زیتون کے پیارے گتسنی باغ چلی گئی
(متی ۲۶ : ۳۰ - ۳۶)

(مرقس ۱۳ : ۲۶ - ۳۲) (لوقا ۲۲ : ۳۹)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ مسیح اور اس کے شاگرد عید فسح
منانے اپنے اپنے گھروں کو نہ گئے۔ فسح ہیکل میں نہ
کھائی گئی۔ فسح کا کھانا ایک شاگرد کے گھر میں ہوا۔
کھا کر سب ساتھی کوہ زیتون کو گئے۔ ہیکل کی طرف
نہیں گئے۔

جو کہ سب کچھ یہودی دستور و قواعد کے خلاف ہونے کی
وجہ سے غلط ہے۔

فسح صرف ہیکل میں کھائی جاسکتی تھی۔ یہ کوئی عام دعوت
یا کھانا نہیں تھا۔ کہ جس کے ہاں جی چاہا کھایا۔

مسیح کی گرفتاری کے انجیل بیانات سے بھی ظاہر

ہے کہ یہ واقعہ پیش نہیں آیا تھا، اس ساری رات قوم ہیکل میں جمع تھی۔ لیکن انجیل نویس یودی رسوم و قواعد سے عدم واقفیت کی بنا پر شہر پر و شلم کو حسب معمول بستارستا اور بدستور پر رون دکھاتے ہیں۔ گویا لوگ اپنے گھروں میں موجود تھے۔

انجیل متی میں مرقوم ہے نہ

”وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہوداہ جو ان بارہ میں سے ایک تھا آیا اور اس کے ساتھ ایک پھیٹلوا میں اور لائٹھیاں ملے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آہنچی“

(متی ۲۶ : ۴۷)

یسوع کے پکڑنے والے اس کو کاٹھا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقیہ اور بزرگ جمع ہو گئے تھے اور سردار کاہن اور سب صدر عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کے لئے اس کے خلاف جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگے۔ مگر نہ پائی گواہت سے جھوٹے گواہ آئے۔

(متی ۲۶ : ۵۷ ، ۵۹-۶۰)

(مرقس ۱۴ : ۳۳ ، ۵۳)

(لوقا ۲۲ : ۴۴ ، ۵۴)

یوحنا کا بیان ہے :- پس یہوداہ (مسیح کا ایک مرتد شاگرد)

سپاہیوں کی پلٹن اور سردار کاہنوں اور

فریسیوں سے پیادے لے کر مشعلوں ، چراغوں اور تختیوں

کے ساتھ ولاں آیا۔۔۔۔ اور پہلے اسے حنا کے پاس

لے گئے۔ کیونکہ وہ اس برس کے سردار کاہن کا نفا کا سر

(انجیل یوحنا ۱۸ : ۳ ، ۱۳)

تھا۔

ہیکل میں سردار کاہن (سب سے بڑا پروہت یا پادری) ایک ہی

ہوتا تھا۔ بہت سارے نہیں۔ جبکہ اناجیل "سردار کاہنوں" کا

ذکر بصیغہ جمع کرتی ہیں۔ یہ امر بھی واضح طور پر یہودی شریعت

سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ اس لئے اناجیل کے مذکورہ واقعہ

خلات اور غلطی ہیں

(یہودی انسائیکلو پیڈیا مطبوعہ ۱۹۰۷ء جلد ۷)

صفحہ ۱۶۶ - کالم ۱)

خیال رہے کہ انجیل یوحنا (۱۹ : ۳) کی رو سے یہ سارا واقعہ

عید فصح کی رات سے پختیز کی رات کو ہوا تھا۔ فصح منانے

کے لئے عید کی ساری رات سب یہودیوں کی سیکل میں عافری

ہو کر اور بھی دل سوزی سے دعا کرنے لگا۔ اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر پھیلتا تھا۔

علماء اور محققین کے ان یہ دونوں آیات جعلی اور الحاقی ہیں۔ یعنی انجیل لوقا کے مصنف نے نہیں لکھی تھیں۔ کسی اور شخص نے لکھ کر شامل کر دی تھیں۔

یاد رہی ڈملو لکھتے ہیں۔ یہ آیات صرف انجیل لوقا میں ہیں متعدد قدیم نسخے انہیں حذف کرتے ہیں۔

(تفسیر ڈملو صفحہ ۷۷۷، کالم ۲)

ایک دوسری تفسیر میں لکھا ہے :-

”آیات ۲۶ : ۳۴، ۳۵، ۳۶ مغربی متن میں نہیں ہیں۔ ممکن

ہے۔ لوقا کی اپنی لکھی ہوئی نہ ہوں۔

(WYCLIFF BIBLE COMMENTARY

NEW TESTAMENT, P. 1065, COL. 1)

تفسیر جیروم کے مطابق ”ان آیات کی سچائی کو انتہائی مشکوک سمجھا گیا

ہے۔“ (تفسیر جیروم صفحہ ۷۷۷، کالم ۱)

ان اہم آیات کا الحاقی ہونا بھی مصلوبت مسیح کی کہیں کو کمزور کرنا ہے

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ہمیں قرآنی فرمان

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ

کہ یہودیوں نے مسیح کو قتل کیا نہ صلیب دیا

(سورۃ نساء آیت ۱۵۷)

کی صداقت مسیحی کتب مقدسہ کی زبانی ثابت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی

(۵) عشاء ربانی

مسیح کی طرف منسوب، عشاء ربانی عیسائیوں کی ایک بڑی اہم بنیادی اور قدیم ترین رسم ہے۔ اس نے مختلف ادوار میں مختلف معانی اور روپ اختیار کئے۔ یہ خاص عبادت ہے۔ غیر عیسائیوں کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

ہادری چرچ لکھتے ہیں :- ”نیا عہد نامہ عشاء ربانی کے قواعد و ضوابط کے بارے میں خاموش ہے، کہ اس موقع پر صدارت کون کرے؟ یہ رسم کہاں اور کس جگہ منائی جائے۔ وغیرہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلی صدی میں شام کے کھانے کے آخر میں روٹی اورے میں شریک ہونے کا رواج تھا۔ دوسری صدی کے بعد کلیسیا کی تنظیم کے تحت یہ رواج ہو گیا۔ کہ بزرگ اس خدمت انجام دیں۔“

مینز کے سرے پر ایک خالی کرسی رکھی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کا ایمان ہے۔ کہ عید فصح کی کسی رات کو مسیح موعود آجائے گا۔

(تعلیم الہی مصنفہ ہے۔ ای چساج)

ترجمہ ڈبلیو ڈی چوہدری مطبوعہ ۱۹۶۶ء صفحات ۱۳۶

اکثر اقوام اور اہم عبادات میں میدے کی ایک گول ٹکیہ اور گہرے بھورے رنگ کا مشروب پیا جاتا ہے۔ چھوٹی سی ٹکیہ ہر شخص کو ملتی ہے جسے عبادت گزار انتہائی عقیدت سے وصول کرتا ہے۔ مشروب (جسے ہمارے ہاں انگور کا شیرہ کہتے ہیں۔ مغربی اور دیگر اکثر ممالک میں شراب ہوتی ہے) جبکہ میں ڈالائیوتا ہے۔ چھوٹے سے گلاس میں ذرا سا الٹ کر دیا جاتا ہے۔ پلانے سے پیشتر گلاس کو منہ کی طرف سے کپڑے کے ساتھ پونچھ دیتے ہیں۔

عیسائیوں کا بالاختلاف عقیدہ ہے کہ روٹی مسیح کے بدن اور شراب خون میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور مسیح اس مجلس میں بنفس نفیس یا روحانی طور پر حاضر ہو جاتے ہیں۔ اوریوں عشتار انسان کے گناہوں کی حقیقی قربانی بن جاتی ہے۔

قاموس الکتاب میں لکھا ہے :- ”اس کی تاریخی اہمیت اس واقعہ سے اُبھرتی ہے کہ مسیح خداوند نے اپنے پکڑوائے جانے سے پیشتر رات کو فسخ کھاتے ہوئے اپنے شاگردوں کو اسے منانے کا حکم دیا۔“

”جب وہ کھا رہے تھے تو یسوع نے روٹی لی اور برکت دے کر توڑی اور شاگردوں کو دے کر کہا لو کھاؤ۔ یہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لے کر شکر کیا اور ان کو دے کر کہا۔ تم سب ہمیں سے پو کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتروں

کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بایا جاتا ہے“
(متی ۲۶: ۲۶-۲۸) (مفسر ۱۴: ۲۲-۲۴)

(لوقا ۲۲: ۱۹، ۲۰)

(قاموس الکتاب مصنفہ پادری ایف۔ ایس خیر اللہ)

مطبوعہ ۱۹۸۲ء صفحہ ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲

۶ ۶ ۶

سورج پرستی کا مذہب متھرا ازم ایران سے اٹھا تھا، تیسری

صدی مسیحی کے آخری ۲۵ برسوں کے دوران دنیا بھر میں پھیل گیا۔

عیسائیت کا عروج اس کے زوال کا سبب بنا تھا، عیسائیت اس

مذہب سے شدید متاثر ہے، عیسائیوں نے یہ عبادت اس سے

اختیار کی تھی۔ اس مذہب میں متھرا دیوتا کی عبادت میں روٹی اور

شراب کے ذریعے نجات تلاش کی جاتی تھی۔ اصل الفاظ کا ترجمہ یوں ہے

جسے مندرجہ بالا وضاحتوں کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو بات اچھی طرح

ذہن نشین ہو جائے گی۔

”متھرا دیوتا دائمی خون بہا کر اپنے پیروکاروں کو بچاتا تھا۔ صرف

وہی انہیں بچا سکتا تھا۔ وہ کھانے (روٹی اور شراب) کے ذریعے

اس نجات کے حقدار بنتے تھے“

(ALION HANDBOOK: THE WORLD'S

RELIGIONS: 1982, P.89, COL.1)

انجیلیں مسیح کو عشاء مناتے دکھاتی ہیں جبکہ مسیح یہودی تھا۔

(انجیل متی ۱: ۱)

اور یہودیوں میں اسم قسم کی کوئی رسم ریت نہیں تھی۔ اس حقیقت سے بے خبر انجیل نویسوں نے بغیر سوچے سمجھے اور خطرناک نتائج کی پرواہ کئے بغیر سورج پرستوں کی یہ عبادت مسیح کی طرف منسوب کر ڈالی۔

(۶) **بپتسمہ**

بپتسمہ وہ رسم ہے جس کے ذریعے کوئی شخص مسیحی جماعت میں شریک ہو جاتا ہے۔

(پنجابی سوال و جواب شائع کردہ پنجاب ریجنس پک سوسائٹی
انارکلی لاہور صفحہ ۴۴)

بپتسمہ یا اصطباغ تین طریقوں سے دیا جاتا ہے۔

(۱) پانی میں غوطہ دینے سے

(۲) پانی کو اوپر اندھیلنے سے

(۳) پانی کو اوپر چھڑکنے سے

بپتسمہ خداوند یسوع مسیح کے وسیلے ہمارے گناہوں کے

دھوئے جانے کا ایک نشان ہے۔

قدیم کلیسیا مثلاً بعد از وفات مسیح پہلی صدی میں

جسٹن ٹیئید جیسے بزرگان نے مسیحیوں کے بیچ میں اسے ایک مشترکہ رسم کے طور پر قائم کیا ہے۔

(کتاب مقدس کے اہم عقائد مصنفہ جے بلاؤ
ترجمہ میجر رکت مسیح مطبوعہ ۱۹۶۰ء صفحات ۷۴، ۷۵)

ۛ

عیسائیت سے پہلے یونانی بت پرستوں میں ”باطنی مذہب“ رائج تھے۔ جب پولوس کی کوششوں سے عیسائیت ان میں پہنچی۔ تو اس کا نقل اپنی اصلیت اور بنیادی ہودیت اور تورات کی شریعت سے کٹ گیا۔ یونانیت کے سمندر میں مدغم ہو گئی۔ ایک باطنی مذہب بن کے رہ گئی۔ انہیں کے عقائد و عبادات اور رسومات اختیار کر لیں۔

انسائیكلو پیڈیا میں لکھا ہے:-

”تمام باطنی مذہب میں شامل ہونے کا طریقہ یہ تھا۔ کہ مذہب قبول کرنے والا رازداری کا حلف اٹھاتا تھا۔ آئسرس دیوتا کے مذہب کا حلف نامہ پیرس میں محفوظ ہے۔ باطنی مذہب قبول کرنے کی رسم میں امیدوار سے توقع کی جاتی ہے، کہ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرے۔ کبھی امیدوار بیٹیسہ تک اپنی زندگی کے گناہوں کی کہانی کھول کر بیان کرتا عموماً یہ اس رسم کا ایک حصہ ہوتا تھا۔ عبادت گزاروں کی جماعت اعتراف کو سنتی تھی۔ یہ اعتقاد تھا کہ بیٹیسہ

امیدوار کے سب گناہوں کو دھو ڈالے گا۔ اور اس کے بعد اس کی زندگی تبدیل ہو کر بہتر طریق سے گزرے گی۔ اب وہ نجات دہندہ دیوتا کے خدمتگزاروں میں شریک ہو گیا تھا۔ بتسمہ پانی یا آگ سے دیا جاتا عجیب قسم کی رسوم ادا کی جاتیں۔ رسم میں گندھک کی مشعلیں استعمال ہوتیں۔ انہیں پانی میں ڈلو دیا جاتا۔ پھر نماشیوں کی توقعات کے برعکس یا برعکال کر روشن کر دی جاتیں۔

(دوسری نیو انسائیکلو پیڈیا ریڈیکا مطبوعہ ۱۹۸۵ء جلد ۲ صفحہ ۷۰۵، کالم ۲)
 القصہ بتسمہ یونانی بت پرستوں کی ایک مذہبی رسم تھی۔ ابراہیمؑ - تورات موسیٰؑ اور انبیاء بنی اسرائیل کی تعلیم نہیں تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہودی بت پرست یونانیوں سے متاثر ضرور تھے۔ یونانیوں کے عادات و اطوار اختیار کر لیتے تھے۔
 (JEWISH GUIDE) - P-85) یہودی کتب مقدسہ تک یونانیت سے متاثر ہیں۔ تاہم ان میں بتسمہ کا حکم نہیں ہے۔ یہودی روایات میں بھی اس کا سراغ نہیں ملتا۔

یوحنا (حضرت یحییٰؑ) اور مسیحؑ یہودیوں کو تورات کی شریعت پر چلانے توحید کا سبق دینے اور ان میں سے غیر شرعی رسوم کو مٹانے آئے تھے نہ کہ بت پرستوں کی رسوم اپنانے، ان پر عمل کرنے اور قوم میں ان کو رائج کرنے کے لئے۔ خیال رہے کہ انجیل نئی میں مسیحؑ کی طرف منسوب بتسمہ لینے کا حکم الحاقی ہے۔ تحریف ہے۔ (تفصیلات تفسیر ملو وغیرہ) ✽

مسلمان نوجوانوں کی غیرت کا امتحان

یادریوں نے فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان کے عیسائی نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو کہ تبلیث کے پیغام کو اس خطہ پاک میں عام کرے۔ حالانکہ یسوع مسیح نے فرمایا۔ میں اسرائیل کے گھرنے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ (متی ۱۵: ۲۴)

از رپورٹ انٹرنیشنل فائڈز سروس

پاکستان میں نوجوان عیسائیوں کی تربیت کیلئے حوصلہ افزائی

مستقبل کا چرچ عوام الناس کا چرچ ہوگا۔ آئیے ہم ایسے نوجوان تیار کریں جو خداوند کے پاکستان میں عوامی مشنریوں کے طور پر کام کریں۔ یہ بات نیشنل یوتھ کے پادری رحمت راجا نے ایک اخباری نمائندہ کے سوال کے جواب میں کہی۔ انہوں نے کہا۔ ”نیشنل یوتھ کے پادری کی حقیقت سے میرا تصور یہ ہے کہ پاکستان نیشنل یوتھ سیکرٹریٹ اور نیشنل یوتھ میگزین کا لازماً اہتمام ہونا چاہیے۔“

عیسائیوں کے اس اعلان کا مقابلہ کر کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان نوجوان بھی آگے بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام یعنی اسلام کو پاکستان کے کونے کونے میں پہنچائیں۔ اور پوری پوری کوشش کریں کہ جتنے بھی غیر مسلم یعنی کافر بیان آباد ہیں۔ ان کو توحید یعنی خدائے واحد و احد کی طرف بلائیں۔

ہم یورپ کے اور امریکہ کے عیسائی نوجوان مردوں اور عورتوں کی مثال ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ وہ اس سے سبق حاصل کریں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ امریکہ اور یورپ کے سفید فام لڑکے

اور لڑکیاں پاکستانی شہروں میں سڑکوں پر اور پاکستانی گھروں میں بلا تکلف
عیسائیت کے متعلق کتب و رسائل تقسیم کرتے ہیں۔ بلکہ انہیں مسلمانوں
کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام رسائل وغیرہ انگریزی میں ہوتے
ہیں۔ اور لینے والے اکثر انگریزی سے نا بلند ہوتے ہیں۔ مگر غیر ملکی گورے رنگ
کے لڑکوں اور لڑکیوں سے مرعوب ہو کر ان پٹھ مسلمان انہیں خرید
لیتے ہیں۔ یہ غیر ملکی مبلغ نوجوان خاص وقت کے لئے آتے ہیں۔ اور
شرک و کفر و تثلیث کا بیج بونہا کر پھیرا پس چلے جاتے ہیں۔ فقہ یہ ہے
کہ پادری اپنے اپنے ملک میں نوجوانوں کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ وہ
یسوع مسیح کی خاطر ان کے کلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنی زندگی کو
کچھ عرصہ کے لئے وقف کریں۔ اور غیر ملکوں میں جا کر تبلیغ کریں۔ ان
کو تنخواہ نہیں ملتی۔ بلکہ صرف سفر خرچ ملتا ہے۔ اور مقامی عیسائی جماعتیں
ان کے قیام و طعام کا انتظام کر دیتی ہیں۔ اس طرح سے عیسائیت کی
تبلیغ کا سلسلہ دنیا بھر میں قائم ہے۔

اور دوسری طرف ہم مسلمان ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ اور رسول کریم کا
حکم ہے کہ توحید یعنی خدا تعالیٰ کے لائٹریک اور واحد شہ کا پرچار کریں۔ مگر
ہم اس حکم سے روگردانی کرتے ہیں۔ ہم اپنے نوجوانوں سے ایبل کرتے ہیں
کہ وہ تبلیغ کے فرض کو ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو کچھ عرصہ کے لئے وقف
کریں۔ جو نوجوان الیا کرنا چاہیں وہ اسلامی مشن سنٹ نگر لاہور کے ساتھ
رابطہ قائم کریں۔ وَمَا عَلَيْنَا اَلَا السَّبَاحُ

ضروری تبلیغی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
1	انجیل برنباس	15	16	اسلام کی خصوصیات	2
2	حقیقت عیسائیت	7	17	اسلام اور شادی	2
3	حقیقت قادیانیت	7	18	قرآن مجید اور انجیل جدید	2
4	حضرت مسیح انجیل آئیے میں	2	19	شراب اور جوا	1
5	حضرت محمد بائبل کی نظر میں	3	20	اسلام کی سچائی	2
6	ہندومت	4	21	مسیح اعظم	7
7	تاریخ سکھ مت	7	22	جرم ارتداد	7
8	رموز تالمود	5	23	ناسخ و منسوخ	2
9	الحجاء فی الاسلام	2	24	اعلائے کلمۃ الحق	4
10	اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام	1	25	سنان محمدؐ	3
11	توحید و تثلیث	1	26	موعود متنبیل موعیٰ	2
12	دین مسیح	1	27	AL-ISLAM	7
13	ہم مسلمان کیوں ہوئے	1	28	عشاقانِ رسول و مبرا	7
14	الوہیت مسیح	1	29	بے مثل نبیؐ	3
15	اسلام ایک نظر میں	1	30	انجیل میں تضاد	3

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
31	کشش اسلام	روپے 4	48	نجات فی الاسلام	2
32	حضور کے بینظیر معجزات	3	49	عیسائیت کا جائزہ	2
33	حقیقی محبوب خدا	3	50	ہندو دھرم	3
34	زندہ جاوید قرآن	4	51	اسلام ایک نظریں	2
35	قرآن اور انبیاء	5	52	محاسن اسلام	5
36	مسیحی غلط فہمیوں کا ازالہ	2	53	یہودیت	2
37	حقیقتِ قصص بائبل	2	54	مسیح کے نسب نامے	2
38	عصمتِ انبیا	3	55	ہندوؤں کی سیت	3
39	قرآن اور کتب سابقہ کی تشبیح	2	56	توحید	2
40	زبور سے انکشاف	2	57	قبول اسلام نو مسلم حضرت	4
41	بائبل میں دو بدل	2	58	الاسلام انگریزی	5
42	" " "	2	59	سلاہود دین کا کردار	2
43	قیامت کے آثار	2	60	نومسلم	3
44	اسلام اور سابقہ کتب مقدسہ	3	61	سرورِ کونین	3
45	الوہیت و تثلیث	2	62	سازش کا پردہ چاک	4
46	اسوہ حسنہ	5	63	تربیتِ اخلاق	5
47	قطر سے گزرنے تک	2	64	شفاعت	2